## قرآن مجید میں مستعمل

# بعض معرّب الفاظ کی تحقیق

## تابوت

ف۔ عبدالرحیم

یہ لفظ قرآن مجید میں صرف ایک بار سورۂ بقرہ کی ۲۴۸ ویں آیت میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طالوت کے بادشاہ بنائے جانے کی نشانی بیان کرتے ہوئے ارشاد باری ہے:

| | |
|---|---|
| وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (بقرہ: ۲۴۸) | ان کے نبی نے ان کو یہ بتایا کہ اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ صندوق تمہیں مل جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے سکون قلب کا سامان ہے جس میں آل موسی اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر تم مومن ہو تو یہ تمہارے لیے بہت بڑی نشانی ہے۔ |

تابوت کے معنی صندوق کے ہیں۔ زمخشری کہتے ہیں: تابوت توریت کا صندوق تھا جسے موسیٰ علیہ السلام جنگ کے وقت آگے کر دیتے تھے جس کی وجہ سے بنی اسرائیل سکون قلب پاتے تھے اور وہ جنگ میں ثابت قدم رہتے تھے۔[1]

لفظ تابوت کی اصل کیا ہے؟ اور وہ کس لفظ سے ماخوذ ہے؟ اس بارے میں علمائے لغت کے درمیان بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اس کی اصل (تاب یتوب) بتاتے ہیں اور بعض (تبت)

ایک تیسرا فریق اس کو (تبہ) سے مشتق بتاتا ہے۔

جو لوگ اس کو (تاب یتوب) سے ماخوذ بتاتے ہیں ان کے درمیان بھی اس کے وزن کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا وزن فَعْلُوَة ہے اور بعض کے نزدیک فعلوت۔

مشہور لغت الصحاح کے مصنف جوہری کی رائے میں اس کا وزن فَعْلُوَت ہے۔ وہ کہتے ہیں:[۲]

| | |
|---|---|
| التابوت أصله تابُوَة مثل تَرْقُوَة فلما سکنت الواو انقلبت ھاء التانیث تاءً۔ | لفظ تابوت تَرْقُوَة کے وزن پر تابُوَة تھا، ان دونوں کا میزان صرفی فَعْلُوَة ہے۔ پھر جب تابُوَة کی واو کو ساکن کیا گیا تو آخر کی ہائے تانیث ت میں بدل گئی (اور اس طرح یہ لفظ تابوت بن گیا) |

زمخشری کے ہاں بھی تابوت کی اصل تاب یتوب ہے مگر اس کا وزن ان کے ہاں فعلوت ہے۔ کشاف میں وہ لکھتے ہیں:[۳]

| | |
|---|---|
| فإن قلت: ما وزن التابوت؟ قلت: لا یخلو من ان یکون فعلوتًا أو فاعولًا، فلا یکون فاعولًا لقلة نحو سلس و قلق۔ فلا یجوز ترك المعروف الیه فهو إذن فعلوت من التوب وھو الرجوع لأنه ظرف توضع فیه الأشیاء وتودعه، فلا یزال یرجع إلیه ما یخرج، وصاحبه یرجع إلیه فیما یحتاج إلیه من مودعاته۔ | اگر آپ کہیں کہ تابوت کا وزن کیا ہے تو میں کہوں گا اس کا وزن یا تو فعلوت ہوگا یا فاعول۔ فاعول کے وزن پر ہونا قرین قیاس اس لیے نہیں ہے کہ سلس اور قلق جیسے الفاظ بہت کم آئے ہیں[۴] اور (تبت) کی ترکیب (عربی میں) غیر معروف ہے سو ایک مشہور و معروف لفظ کو چھوڑ کر ایک غیر معروف لفظ کی طرف رجوع نہیں کیا جانا چاہیے۔ بنا بریں تابوت کا وزن فعلوت ہے اور وہ (تاب یتوب) کے مادہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں (صندوق |

اور لوٹنے کے درمیان معنوی مناسبت
یہ ہے کہ) صندوق ایک ظرف ہے جس میں
مختلف چیزیں رکھی جاتی ہیں اور یہ چیزیں
اس میں سے نکلنے کے بعد پھر اس میں لوٹ
جاتی ہیں اسی طرح صندوق کا مالک بھی
ضرورت پڑنے پر اس کی طرف رجوع
کرتا ہے[۵]

ابن بری کے نزدیک تابوت کا تعلق (تاب یتوب) سے جوڑنا سراسر غلط ہے وہ اس رائے کی شد و مد سے مخالفت کرتے ہوئے جوہری پر سخت تنقید کرتے ہیں کہ انھوں نے تابوت کا ذکر (تاب یتوب) کے مادہ کے ضمن میں کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں[۶]:

| | |
|---|---|
| التصریف الذی ذکرہ الجوھری فی | جوہری نے اس لفظ کی جو تصریف بتائی |
| ھذہ اللفظۃ حتی ردّھا إلی تابوت | ہے اور جس کے ذریعہ "تابوۃ" کا تابوت |
| تصریف فاسد. والصواب أن یذکر | میں بدل جانا ثابت کیا ہے وہ بالکل غلط |
| فی فصل تبت لأن تاءہ أصلیۃ وزنہ | ہے۔ حق تو یہ ہے کہ تابوت کا ذکر تبت کی |
| فاعول مثل عاقول وحاطوم. | ترکیب کے ضمن میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس |
| | کی ت اصلی ہے اور اس کا وزن فاعول |
| | ہے جیسے عاقول اور حاطوم کا وزن ہے |

بعض لوگ تابوت کو وقف کی حالت میں تابوہ پڑھتے ہیں یعنی اس کی ت کو ہ سے بدل دیتے ہیں اس کی تاویل کرتے ہوئے ابن بری کہتے ہیں[۷]:

| | |
|---|---|
| والوقف علیھا بالتاء فی أکثر اللغات. | بیشتر قراءتوں میں ت کے ساتھ اس |
| ومن وقف علیھا بالھاء فإنہ أبدلھا | لفظ پر وقف کیا جاتا ہے۔ اور جس نے |
| من التاء کما أبدلھا فی الفرات حین | ت کے بجائے ہ کے ساتھ اس پر وقف |
| وقف علیھا بالھاء، ولیست تاء الفرات | کیا اس کے ت کو ہ میں بدل دیا ہے |

بتاء التأنيث، و إنما هي أصلية من نفس الكلمة۔ قال أبو بكر بن مجاهد: التابوت بالتاء قراءة الناس جميعا ولغة الأنصار التابوه بالهاء۔

جیسا کہ بعض لوگ الفرات پرہ کے ساتھ وقف کرتے ہیں حالانکہ الفرات کی ت اصلی ہے اور تائے تانیث نہیں ہے۔ ابو بکر بن مجاہد کہتے ہیں کہ تمام لوگ تابوت کو ت سے پڑھتے ہیں۔ فقط انصار اس کو تابوہ پڑھتے ہیں۔

ابن بری نے یہاں یہ بحث اس لیے چھیڑی ہے کہ اس بات کو اچھی طرح ثابت کردیں کہ تابوت کا وزن فاعول ہے اور بعض لوگوں کے ت کے بجائے ہ کے ساتھ پر وقف کرنے سے ان کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

ابن الاثیر نے بھی النہایہ میں تابوت کو مادہ "تبت" کے تحت لکھا ہے[۵۸]۔ ابن منظور نے لسان العرب میں اسے تین مادوں (تاب، تبت، تبہ) کے تحت ذکر کیا ہے۔ انھوں نے "تبت" کے ضمن میں ذکر تو کردیا ہے لیکن وہ اس باب میں مطمئن نہیں ہیں۔ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں:[۵۹]

"تبت کی ترکیب کو علمائے لغت میں سے کسی نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ ابن الاثیر نے اپنی کتاب میں ترتیب حروف کی رعایت کرتے ہوئے تابوت کو اس مادہ کے ضمن میں لکھا ہے۔ کیونکہ ابن بری نے جوہری کی اس رائے پر تنقید کی ہے کہ تابوت کی اصل تاب یتوب ہے۔ ابن رسیدہ نے اس کو مادہ "تبہ" کے تحت بھی لکھا ہے اور کہا ہے کہ انصار تابوت کو تابوہ بولتے ہیں چنانچہ ہم نے اس کو "تبہ" کے ضمن میں بھی لکھا ہے لیکن "تبت" کے ضمن میں مجھے کوئی عربی لفظ نہیں ملا۔ اور میں نے تابوت کو یہاں صرف ابن بری کے اس قول کی خاطر لکھا ہے کہ حق تو یہ ہے کہ اس کو "تبت" کے ضمن میں لکھا جائے"۔

علماء کے ان اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ تابوت کی اصل یا تو تاب یتوب ہے یا تبت۔ اور اگر وہ تاب یتوب سے ماخوذ ہے تو اس کا وزن یا فَعْلُوَة ہے یا فَعَلُوت۔ اس اشتقاق کو قبول کرنے میں مانع یہ بات ہے کہ لفظ اور اس کی اصل کے درمیان کوئی معنوی ربط نہیں ہے۔

زمخشری نے جو تاویل کی ہے وہ اس لیے قابل قبول نہیں کہ تاب یتوب کے معنی گناہوں سے لوٹنے کے ہیں۔ حسی رجوع کے معنوں میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہے ۔

اس لفظ کو تبت سے ماخوذ ماننے میں مشکل یہ ہے کہ عربی میں یہ ترکیب پائی ہی نہیں جاتی ۔

اس بات کو تفسیر "البحر المحیط" کے مصنف ابو حیان نے نہایت اختصار کے ساتھ یوں بیان کیا ہے:[10]

| | |
|---|---|
| فی التابوت قولان: أحدهما أن وزنه فاعول، ولا یعرف لہ اشتقاق... ولا یجوز أن یکون فَعَلوتاً کملکوت من تاب لفقدان معنی الاشتقاق فیہ ۔ | تابوت کی اصل کے بارے میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اس کا وزن فاعول ہے۔ اس صورت میں اس کا کوئی اشتقاق نہیں ۔ یہ "تاب" سے ملکوت کی طرح فَعَلوت کے وزن پر ہو نہیں سکتا کیونکہ اس صورت میں اس کے کوئی معنی نہیں بنتے ۔ |

عکبری نے بھی یہی بات کہی ہے ۔ وہ کہتے ہیں:[11]

| | |
|---|---|
| أصل وزنہ فاعول، ولا یعرف لہ اشتقاق ۔ | اس کا وزن فاعول ہے لیکن اس کا اشتقاق معلوم نہیں ۔ |

علمائے لغت کے ان اقوال سے صاف ظاہر ہے کہ تابوت عربی لفظ نہیں ۔ اس قول کو اس سے بھی تقویت پہنچتی ہے کہ اس لفظ کی چار صورتیں پائی جاتی ہیں جن کو عربی میں "لغات" کہتے ہیں اور اختلاف لغات کسی لفظ کے معرب ہونے کی دلیلوں میں شمار ہوتا ہے ۔

تابوت کی دوسری صورتیں حسب ذیل ہیں :

۱۔ **تابوہ** : ت کی جگہ ہ کے ساتھ ۔ یہ انصار کی لغت ہے۔ قاسم بن معین کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں قریش اور انصار کی زبان میں کوئی اختلاف نہیں ماسوا لفظ "تابوت" کے ۔ قریش اس کو ت سے پڑھتے ہیں اور انصار ہ سے[12]۔ قرطبی کہتے ہیں کہ زید بن ثابت اس کو تابوہ پڑھتے تھے اور یہ ان کی لغت ہے[13]۔

۲۔ تَبُّوت : ب کی تشدید کے ساتھ صبّور کے وزن پر۔ اس کو فیروز آبادی نے قاموس میں ذکر کیا ہے۔[۱۴]

۳۔ تِبُوت : الف کی جگہ ی کے ساتھ۔ اس کو قرطبی نے ذکر کیا ہے اور یہ بھی زید بن ثابت سے مروی ہے۔[۱۵]

اگر تابوت عربی زبان کا لفظ نہیں ہے تو پھر کس زبان کا ہے؟ یہ لفظ عربی کی طرح عبرانی، آرامی اور قدیم حبشی زبان میں بھی پایا جاتا ہے۔ عبرانی میں یہ لفظ תֵּבָה (تے باہ) ہے۔ آرامی میں תֵּיבוּתָא (تیبوتا) اور حبشی میں ታቦት (تابوت Tābōt)۔ ماہرین السنہ اس کی اصل قدیم مصری زبان بتاتے ہیں جہاں یہ لفظ t-b-t کی شکل میں پایا جاتا ہے اور اس کے معنی صندوق کے ہیں۔

عبرانی لفظ "تے باہ" توریت میں تابوتِ تبرکات کے معنوں میں نہیں آیا ہے۔ توریت میں اس کا استعمال دو معنوں میں ہوا ہے: سفینۂ نوح علیہ السلام، اور وہ ناؤ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے بچے کو رکھ کر دریا میں چھوڑ دیا تھا۔[۱۶]

اس کے برخلاف حبشی لفظ تابوت سفینۂ نوح اور تابوتِ تبرکات دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔[۱۷] اس طرح لفظی اور معنوی حیثیتوں سے عربی کا تابوت حبشی لفظ سے قریب ہے، اور قرین قیاس یہی ہے کہ یہ اسی سے ماخوذ ہے۔ البتہ انصار کے تلفظ "تابوہ" میں عبرانی "تے باہ" کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور اس لفظ کی تیسری صورت "تیبوت" کے آرامی "تیبوتا" سے ماخوذ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اس لفظ کا قدیم مصری زبان سے ہونا عین فطری بات ہے۔ اس لفظ کا اطلاق پہلے پہل اس لوکری پر ہوا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رکھ کر دریا میں بہا دیا گیا تھا۔ یہ واقعہ مصر میں پیش آیا تھا اور یہ لوکری PAPYRUS سے بُن کر بنائی گئی تھی جو خاص مصری پودا ہے۔ اس مناسبت سے اس کا نام مصری ہونا فطری بات ہے۔ جب اس واقعہ کا ذکر توریت میں آیا تو وہی مصری لفظ استعمال کیا گیا جس نے عبرانی میں "تے باہ" کی شکل اختیار کر لی۔ توریت کے یونانی ترجمہ میں یہ لفظ θɩβιϛ (تیبس) کی شکل میں آیا ہے۔ یہودیوں کے فقہی قوانین کے مجموعہ مشناہ میں

"تے باہ" کا لفظ تابوتِ تبرکات کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ اس طرح قرآن مجید میں موسٰی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی تاریخ کے سلسلہ میں اس لفظ کا استعمال ہونا عین فطری بات ہے۔

# حواشی

۱ہ زمخشری، الکشاف، دار الفکر بیروت ۱ : ۳۲۹

۲ہ جوہری، الصحاح، تحقیق عبد الغفور عطار، بیروت ۱ : ۹۲

۳ہ زمخشری، الکشاف ۱ : ۳۸۰

۴ہ مطلب یہ ہے کہ اگر تابوت کا وزن فاعول ہو تو پھر اس کی اصل "تبت" ہو گی۔ اس قسم کے الفاظ جن میں پہلا اور تیسرا حرف دونوں ایک ہی قسم کے ہوں عربی زبان میں بہت کم آئے ہیں جیسے سلس اور قلق۔

۵ہ زبیدی کہتے ہیں کہ یہ تاویل دراصل ابو علی فارسی اور ابن جنی کی ہے جسے زمخشری نے اپنایا ہے (تاج العروس، دار لیبیا للنشر والتوزیع، بنغازی بدون سنہ طبع: عت)، ۱/ ۵۴۲)

۶ہ ابن منظور، لسان العرب، ط بولاق۔ ۱ : ۲۲۷ ۷ہ ایضاً

۸ہ ابن الاثیر، النہایۃ فی غریب الحدیث، تحقیق محمود طناحی و طاہر الزاوی، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت ۱ : ۱۸۱

۹ہ ابن منظور، لسان العرب ۲ : ۳۲۱

۱۰ہ ابو حیان، البحر المحیط، دار الفکر بیروت ۲ : ۲۶۰

۱۱ہ عکبری، التبیان فی اعراب القرآن، تحقیق البجاوی، ط الحلبی، قاہرہ ۱ : ۱۹۸

۱۲ہ جوہری، الصحاح ۱ : ۹۲

۱۳ہ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۳ : ۲۴۸

۱۴ہ فیروز آبادی، القاموس المحیط، الحلبی ۱ : ۱۵۰

۱۵ہ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن ۳ : ۲۴۸

۱۶ہ William Gesenius, A Hebrew and English Lexicon of the old Testament oxford university Press, 1951. P. 1061

Arthur Jeffery, The Foreign Vocabulary of the Quran, Oriental Institute, Baroda, 1938. P.88